از عدالتِ عظمیٰ

بیج ناتھ پرساد ترپاٹھی

بنام

دی سٹیٹ آف بھوپال

(اور منسلک پٹیشن)

(ایس آر داس چیف جسٹس وینکٹاراما آئر، بی پی سنہا، ایس کے داس اور گجیندر گڈکر جج صاحبان)

فوجداری مقدمہ- مجموعہ تعزیرات بھارت 161 اور انسداد رشوت ستانی ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت جرائم کے لیے مقدمہ چلانا۔۔۔ مناسب منظوری نہ ملنے کی وجہ سے کارروائی منسوخ کر دی گئی- نئی منظوری۔۔۔ اسی طرح کے جرائم کے لیے دوسرا مقدمہ- آیا روک دیا گیا ہو- آئین ہند، آرٹیکل 20(2)- مجموعہ ضابطہ فوجداری، دفعہ 403۔

ملزم پر ایک خصوصی جج نے مجموعہ تعزیرات بھارت 161 اور انسداد رشوت ستانی ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت مقدمہ چلایا اور اسے مجرم قرار دیا۔ اپیل پر پوری کارروائی کو مناسب منظوری کی کمی کی وجہ سے ابتدائی طور پر کالعدم قرار دیتے ہوئے کالعدم قرار دے دیا گیا۔ حکام نے نئی منظوری دی اور ملزم کو اسی جرائم کے لیے خصوصی جج کے ذریعے مقدمہ چلانے کی ہدایت کی۔ ملزم نے دعویٰ کیا کہ دوسرے مقدمے کی سماعت کو آئین ہند کے آرٹیکل 20(2) اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ 403 کے ذریعے روک دیا گیا تھا۔

حکم ہوا کہ، مقدمے کی سماعت کو روکا نہیں گیا تھا۔ آرٹیکل 20(2) کا اس معاملے میں کوئی اطلاق نہیں تھا۔ ملزم پر ایک ہی جرم کے لیے ایک سے زیادہ بار مقدمہ نہیں چلایا جا رہا تھا اور سزا نہیں دی جا رہی تھی، اس سے پہلے کی کارروائی کو کالعدم قرار دیا گیا تھا۔ ملزم پر سابقہ کارروائی میں مجاز دائرہ اختیار کی عدالت کے ذریعے مقدمہ نہیں چلایا گیا تھا، اور نہ ہی ضابطہ اخلاق کی دفعہ 403(1)

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

کے معنی میں اسی جرم کے مقدمے کی سماعت کے خلاف رکاوٹ کے طور پر کھڑے ہونے کے لیے کوئی سزا یا بری ہونا نافذ تھا۔

اس کے بعد یوسفلی ملا بنام دی کنگ، اے۔ آئی۔ آر۔ (1949) پی۔ سی۔ 264، بسدیو اگروالا بنام کنگ ایمپرر، (1945) ایف۔ سی۔ آر۔ 93 اور بدھامل بنام ریاست دہلی، فوجداری اپیل نمبر 17، سال 1952، کا فیصلہ 3 اکتوبر 1952 کو ہوا۔

بنیادی دائرہ اختیار: پٹیشن نمبر 115، سال 1956، اور پٹیشن نمبر 132، سال 1956۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواستیں۔

بی ڈی شرما، درخواست کنندگان کی طرف سے،

جواب دہندگان کی طرف سے سی کے دپھتری، سالیسیٹر جنرل برائے بھارت، پورس اے مہتا اور آر ایچ دھبر۔

13.1957 فروری۔

عدالت کا فیصلہ ایس کے داس جسٹس نے سنایا۔

جواب دہندگان کو مقدمہ چلانے اور دونوں درخواست کنندگان پر مقدمہ چلانے سے روکنے کے لیے مناسب رٹوں کے معاملے کے لیے یہ دونوں درخواستیں قانون کا ایک ہی سوال اٹھاتی ہیں اور ایک ساتھ سنی گئی ہیں۔ یہ فیصلہ ان دونوں پر حکومت کرے گا۔

درخواست نمبر 115، سال 1956 میں درخواست گزار بیج ناتھ پرساد ترپاٹھی اس وقت کی دی سٹیٹ آف بھوپال میں پولیس کے سب انسپکٹر تھے۔ ان پر بھوپال کے خصوصی جج شری بی کے پورنک کی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا اور انہیں مجموعہ تعزیرات بھارت 161 اور انسداد رشوت ستانی ایکٹ 1947 کی دفعہ 5 کے تحت جرائم کا مجرم قرار دیا گیا۔ اسے ہر الزام پر نو ماہ کی قید بامشقت کی سزا سنائی گئی۔ انہوں نے بھوپال کے جوڈیشل کمشنر کو سزا دہی اور سزا کے خلاف اپیل کو ترجیح دی۔ جوڈیشل کمشنر نے 7 مارچ 1956 کے اپنے فیصلے کے ذریعے فیصلہ دیا کہ درخواست گزار کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے قانون کے مطابق کوئی منظوری نہیں دی گئی تھی اور خصوصی جج کو مقدمے کا نوٹس لینے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا؛ اس کے مطابق مقدمے کی سماعت ابتدائی طور پر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کالعدم تھی اور اسے منسوخ کیا جا سکتا تھا۔ اس کے مطابق انہوں نے سزا کو کالعدم قرار دے دیا اور خصوصی جج کے سامنے پوری کارروائی کو کالعدم قرار دے دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مشاہدہ کیا: "اس طرح فریقین کو اس عہدے پر اتارا جائے گا گویا اپیل کنندہ کے خلاف کوئی قانونی فرد جرم جمع نہیں کی گئی تھی۔" 4 اپریل 1956 کو بھوپال کے چیف کمشنر نے فوجداری قانون ترمیم ایکٹ 1952 (XLVI)، سال 1952) کی دفعہ 7(2) کے تحت ایک حکم منظور کیا کہ درخواست گزار پر شری ایس این شریواستو، خصوصی جج، بھوپال، انسداد رشوت ستانی ایکٹ کے تحت کچھ جرائم کے لیے مقدمہ چلائیں گے، جسے مجموعہ تعزیرات بھارت 161 کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ درخواست گزار کا معاملہ یہ ہے کہ 4 اپریل 1956 کے مذکورہ حکم نامے کے تحت ان پر مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا اور ان ہی جرائم کے لیے دوبارہ مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا۔

پٹیشن نمبر 132، سال 1956 میں درخواست گزار سدھاکر دوبے اس وقت کی دی سٹیٹ آف بھوپال میں پولیس کے سب انسپکٹر بھی تھے۔ ان کے خلاف بھوپال کے خصوصی جج شری بی کے پورنک کی عدالت میں بھی پنالال کے خلاف سرکاری حمایت ظاہر کرنے پر غیر قانونی تسکین قبول کرنے کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا۔ خصوصی جج 10 جنوری 1956 کے ایک حکم کے ذریعے اس نتیجے پر پہنچے کہ درخواست گزار کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے مجاز اتھارٹی کی طرف سے کوئی قانونی منظوری نہیں دی گئی تھی اور انسپکٹر جنرل آف پولیس کی طرف سے دی گئی منظوری قانون میں درست نہیں تھی۔ اس لیے اس نے مؤقف اختیار کیا کہ پورا مقدمہ کالعدم ہے اور وہ زیر بحث جرائم کا نوٹس نہیں لے سکتا۔ اس کے مطابق، انہوں نے کارروائی کو کالعدم قرار دے دیا۔ 7 فروری 1956 کو حکومت بھوپال کے چیف سکریٹری نے درخواست گزار کے خلاف مجموعہ تعزیرات بھارت 161 اور انسداد رشوت ستانی ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت مقدمہ چلانے کے لیے نئی منظوری دی۔ اس کے بعد درخواست گزار نے مناسب رٹوں کے لیے اس عدالت کا رخ کیا جس میں جواب دہندگان کو مقدمہ چلانے اور مذکورہ بالا نئی منظوری میں بیان کردہ جرائم کے لیے مقدمہ چلانے سے روکا گیا۔

دونوں درخواست کنندگان کی جانب سے دلیل ہے کہ آئین کے آرٹیکل 20 کی شق (2) اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ 403 کی وجہ سے درخواست کنندگان پر اب زیر بحث جرائم کے لیے مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا۔ اس مسئلے سے متعلق کچھ متعلقہ دفعات کو یہاں پڑھنا ضروری ہے۔ فوجداری

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

قانون ترمیم ایکٹ، 1952 (1955 میں کی گئی ترمیم سے پہلے) کی دفعہ 6، جہاں تک ہمارے مقصد کے لیے متعلقہ ہے، ان شرائط میں ہے:

"6.(1) ریاستی حکومت، سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعے، مندرجہ ذیل جرائم کی سماعت کے لیے نوٹیفکیشن میں بیان کردہ ایسے علاقے یا علاقوں کے لیے زیادہ سے زیادہ خصوصی ججوں کا تقرر کر سکتی ہے، یعنی:-

(a) مجموعہ تعزیرات بھارت 161، دفعہ 165، یا دفعہ 165-A (ایکٹ XLV، سال 1860)، یا انسداد رشوت ستانی ایکٹ 1947 (II، سال 1947) کی دفعہ 5 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت قابل سزا جرم۔

(b) شق (a) میں مذکور جرائم میں سے کسی کے ارتکاب کی کوئی سازش یا ارتکاب کی کوئی کوشش یا کسی جرم کے لیے حوصلہ افزائی۔

اسی ایکٹ کے دفعہ 7 کی ذیلی دفعہ (1) میں کہا گیا ہے:

"7.(1) ضابطہ فوجداری، 1898 (ایکٹ V، سال 1898) یا کسی دوسرے قانون میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود، دفعہ 6 کی ذیلی دفعہ (1) میں مذکور جرائم کی سماعت صرف خصوصی ججوں کے ذریعے کی جائے گی۔

اسی دفعہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی بھی مقدمے کی سماعت کرتے وقت، ایک خصوصی جج دفعہ 6 میں مذکور جرم کے علاوہ کسی اور جرم کی بھی سماعت کر سکتا ہے جس کے ساتھ ملزم پر مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 کے تحت اسی مقدمے میں فرد جرم عائد کی جا سکتی ہے۔ ہمارے مقصد کے لیے فوجداری قانون ترمیم ایکٹ 1952 کے دیگر دفعات کو پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اس کے بعد ہم انسداد رشوت ستانی ایکٹ 1947 کی طرف جاتے ہیں، جس کی دفعہ 6 ہمارے مقصد کے لیے متعلقہ ہے۔ یہ حصہ ان شرائط میں ہے:

"6.(1) کوئی بھی عدالت مجموعہ تعزیرات بھارت 161 یا دفعہ 165 کے تحت یا اس ایکٹ کی دفعہ 5 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت قابل سزا جرم کا نوٹس نہیں لے گی، جس کا مبینہ طور پر کسی سرکاری ملازم نے ارتکاب کیا ہے سوائے اس کی پچھلی منظوری کے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

(a) کسی ایسے شخص کی صورت میں جو یونین کے امور کے سلسلے میں ملازم ہے اور مرکزی حکومت کے ذریعے یا اس کی منظوری کے علاوہ اپنے عہدے سے ہٹنے کے قابل نہیں ہے۔

(b) کسی ایسے شخص کی صورت میں جو [ریاست] کے امور کے سلسلے میں ملازم ہے اور ریاستی حکومت کے ذریعے یا اس کی منظوری کے علاوہ اپنے عہدے سے ہٹنے کے قابل نہیں ہے۔.................ریاست [کی] حکومت؛

(c) کسی دوسرے شخص کی صورت میں، اسے اس کے عہدے سے ہٹانے کے لیے مجاز اتھارٹی کا۔

(2) جہاں کسی بھی وجہ سے کوئی شک پیدا ہوتا ہے کہ آیا ذیلی دفعہ (1) کے تحت مطلوبہ سابقہ منظوری مرکزی یا ریاستی حکومت یا کسی اور اتھارٹی کے ذریعے دی جانی چاہیے، ایسی منظوری اس حکومت یا اتھارٹی کے ذریعے دی جائے گی جو سرکاری ملازم کو اس وقت اپنے عہدے سے ہٹانے کے لیے مجاز ہوتی جب جرم کا مبینہ گیا تھا۔

یہ اس دفعہ کے تحت ہے کہ درخواست کنندگان کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے منظوری ضروری تھی۔ آئین کے آرٹیکل 20 کی شق (2)، جس پر درخواست کنندگان انحصار کرتے ہیں، میں کہا گیا ہے:

"کسی شخص پر ایک ہی جرم کے لیے ایک سے زیادہ بار مقدمہ نہیں چلایا جائے گا اور سزا نہیں دی جائے گی۔"

مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 403 (1)، جس پر درخواست کنندگان کے وکیل نے سب سے زیادہ انحصار کیا ہے، ان شرائط میں ہے:

"ایک شخص جس پر ایک بار کسی جرم کے لیے مجاز دائرہ اختیار کی عدالت کے ذریعے مقدمہ چلایا گیا ہو اور اس طرح کے جرم کا مجرم قرار دیا گیا ہو یا اسے بری کر دیا گیا ہو، جب کہ اس طرح کی سزا یا بری ہونا نافذ ہے، اسی جرم کے لیے دوبارہ مقدمہ چلانے کا ذمہ دار نہیں ہوگا، اور نہ ہی ان ہی حقائق پر کسی دوسرے جرم کے لیے جس کے لیے اس کے خلاف دفعہ 236 کے تحت لگائے گئے الزام سے مختلف الزام لگایا گیا ہو، یا جس کے لیے اسے دفعہ 237 کے تحت مجرم قرار دیا گیا ہو۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اب یہ بتانا ضروری ہے کہ درخواست کنندگان کے وکیل کی طرف سے لیا گیا نقطہ حقیقت میں تین فیصلوں سے ختم ہوتا ہے-(a) پریوی کونسل میں سے ایک، (b) وفاقی عدالت کا دیگر (c) خود اس عدالت کا تیسرا فیصلہ۔ پریوی کا فیصلہ یوسفلی ملا بنام دی کنگ ([1]) میں ہے؛ باسدیو اگروالا بنام دی کنگ ایمپرر ([1]) میں وفاقی عدالت کا فیصلہ؛ اور اس عدالت کا فیصلہ (ابھی تک رپورٹ نہیں کیا گیا) بدھ مل بنام ریاست دہلی ([3]) میں 3 اکتوبر 1952 کو دیا گیا تھا۔ پریوی کا فیصلہ براہ راست نقطہ نظر میں ہے، اور یہ مؤقف اختیار کیا گیا تھا کہ دفعہ 403 (1) کی پوری بنیاد یہ تھی کہ پہلا مقدمہ کسی ایسی عدالت کے سامنے ہونا چاہیے تھا جو مقدمے کی سماعت اور اس کا تعین کرنے اور سزا یا بری ہونے کا فیصلہ ریکارڈ کرنے کے قابل ہو۔ اگر عدالت اتنی مجاز نہیں تھی، مثال کے طور پر جہاں استغاثہ کے لیے مطلوبہ منظوری حاصل نہیں کی گئی تھی، تو یہ غیر متعلقہ تھا کہ وہ ایک ہی طبقے کے دیگر مقدمات یا درحقیقت مخصوص ملزم کے خلاف مختلف حالات میں مقدمہ چلانے کی مجاز تھی، مثال کے طور پر اگر منظوری حاصل کی گئی تھی۔ اسی طرح اس عدالت کا فیصلہ ہے جہاں زیر بحث نکتے کے حوالے سے درج ذیل مشاہدات کیے گئے تھے:

"دفعہ 403، مجموعہ ضابطہ فوجداری، ان مقدمات پر لاگو ہوتا ہے جہاں مجاز دائرہ اختیار کی عدالت نے بری کرنے کا حکم دیا ہے لیکن یہ ان معاملات میں ملزم کے دوبارہ مقدمے کی سماعت پر پابندی نہیں لگاتا ہے جہاں ایسا حکم کسی ایسی عدالت نے دیا ہے جس کا مقدمہ کا نوٹس لینے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ اس ریکارڈ پر یہ بالکل واضح ہے کہ جائز منظوری کی عدم موجودگی میں اپیل کنندہ کا مقدمہ پہلی بار ایک مجسٹریٹ کے ذریعے چلایا گیا جس کے پاس اس پر مقدمہ چلانے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔"

مذکورہ بالا فیصلوں میں کیے گئے اعلانات کے بعد، اٹھائے گئے نکتے پر مزید یا مکمل بحث شروع کرنا واقعی غیر ضروری ہے، سوائے صرف یہ بیان کرنے کے کہ ہم نے درخواست کنندگان کے لیے فاضل وکیل کو سنا ہے جنہوں نے ایک بہتر مقصد کے مہم جوئی کی مستقل مزاجی کے ساتھ بے سود کوشش کی، یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ پریوی کا فیصلہ غلط تھا اور اس عدالت کے فیصلے پر نظر ثانی کی ضرورت تھی، اور فاضل وکیل کو مکمل طور پر سننے کے بعد، ہمارا خیال ہے کہ مذکورہ بالا فیصلے قانونی حیثیت کو درست طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ یہ کسی شک سے بالاتر ہے کہ آئین کے آرٹیکل 20 کی شق (2) کا ان دونوں معاملات میں کوئی اطلاق نہیں ہے۔ درخواست کنندگان پر ایک ہی جرم کے لیے ایک سے زیادہ بار مقدمہ نہیں چلایا جا رہا ہے اور انہیں سزا نہیں دی جا رہی ہے، اس سے پہلے کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کارروائی کو کالعدم قرار دیا گیا ہے۔ دفعہ 403، ضابطہ فوجداری کے حوالے سے، یہ بیان کرنا کافی ہے کہ درخواست کنندگان پر، پہلے کی کارروائی میں، مجاز دائرہ اختیار کی عدالت کے ذریعے مقدمہ نہیں چلایا گیا تھا، اور نہ ہی ضابطہ اخلاق کی دفعہ 403(1) کے معنی میں کوئی سزا یا بری ہونا نافذ ہے، جو ان ہی جرائم کے لیے ان کے مقدمے کے خلاف رکاوٹ کے طور پر کھڑا ہو۔ درخواست کنندگان کے ماہر وکیل نے ضابطہ فوجداری کی دفعات 190، 191، 192، 529 اور 530 کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی۔ پیش کیا کہ بعض حالات میں ضابطہ 'دائرہ اختیار' اور 'نوٹس لینے' کے درمیان فرق کرتا ہے۔ فاضل وکیل کی دلیل کا پورا تانا بانا اسی امتیاز پر مبنی تھا۔ تاہم، یہ فرض کرتے ہوئے کہ بعض معاملات میں ایک مجسٹریٹ نوٹس لے سکتا ہے و دیگر مجسٹریٹ کسی ملزم شخص پر مقدمہ چلا سکتا ہے، یہ سمجھنا مشکل ہے کہ انسداد رشوت ستانی ایکٹ 1947 کی دفعہ 6 کی لازمی توضیعات پیش نظر منظوری کی عدم موجودگی میں کوئی عدالت ان مقدمات کے درخواست کنندگان پر مقدمہ کیسے چلا سکتی ہے۔ اگر کوئی عدالت قانونی منظوری کے بغیر زیر بحث جرائم کا نوٹس نہیں لے سکتی، تو یہ واضح ہے کہ کسی بھی عدالت کو ان جرائم کی سماعت کے لیے مجاز دائرہ اختیار کی عدالت نہیں کہا جا سکتا اور اس طرح کی منظوری کی عدم موجودگی میں کوئی بھی مقدمہ کالعدم ہونا چاہیے، اور ضابطہ اخلاق کے وہ دفعات جن پر درخواست کنندگان کے وکیل نے بھروسہ کیا، ان کا واقعی اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 530 واقعی فاضل وکیل دلیل کے خلاف ہے، کیونکہ اس میں دیگر باتوں کے ساتھ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی مجسٹریٹ قانون کے ذریعے کسی مجرم پر مقدمہ چلانے کا اختیار نہیں رکھتا ہے، تو اس پر مقدمہ چلایا جاتا ہے، تو کارروائی کالعدم ہو گی۔ دفعہ 529(e) محض دفعہ 190، ذیلی دفعہ (1)، شق (a) اور (b) کے تحت کسی جرم کا نوٹس لینے کے معاملے میں مستثنیٰ ہے۔ اس کا اس معاملے میں کوئی اثر نہیں ہے جہاں منظوری ضروری ہے اور قانون کے مطابق کوئی منظوری حاصل نہیں کی گئی ہے۔

اپنے دلائل کے ایک حصے کے طور پر، درخواست کنندگان کے فاضل وکیل نے الہ آباد عدالت عالیہ، باسدیو بنام ایمپرر [1] کے فیصلے میں جسٹس بریند کے کچھ مشاہدات کا حوالہ دیا، جہاں فاضل جج نے 'نوٹس لینے' اور 'دائرہ اختیار' کے درمیان فرق کیا۔ فرق اس معاملے میں کیا گیا جہاں ایک مجسٹریٹ نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 254 کی توضیعات کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک ملزم شخص کو سیشن عدالت میں پیش کیا، اور سوال یہ تھا کہ کیا اس طرح کی بے ضابطگی نے سیشن عدالت کو مقدمے کی سماعت کرنے کے قابل نہیں بنایا۔ وہاں موجود حقائق موجودہ مقدمات کے حقائق سے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

بالکل مختلف تھے اور اس طرح کی لازمی دفعات پر غور کرنے کا کوئی موقع اور نہ ہی ضرورت تھی جو انسداد رشوت ستانی ایکٹ کی توضیعات 6 میں موجود ہیں۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ اس معاملے میں کیے گئے مشاہدات کو ان معاملات میں درخواست کنندگان کے لیے فاضل وکیل کی دلیل کی حمایت میں خدمت میں دبایا جا سکتا ہے، ان مشاہدات کو اس طرح مانتے ہوئے کہ انہوں نے قانون کی کوئی تجریدی تجاویز پیش کی ہیں جو سیاق وسباق پر منحصر نہیں ہیں۔ حقائق جس کے سلسلے میں وہ بنائے گئے تھے۔

درخواست کنندگان کے فاضل وکیل کے احترام میں، ہم نے اپنے سامنے پیش کردہ دلائل کا اشارہ کیا ہے اور بہت مختصر طور پر ان پر غور کیا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں، نقطہ واقعی اعلی ترین ٹریبونل کے فیصلوں سے اختتام پذیر ہوتا ہے، ایسے فیصلے جو قانون کو درست طریقے سے مرتب کرتے ہیں۔ اس لیے نتیجہ یہ ہے کہ یہ درخواستیں تمام اہلیت سے مبرا ہیں اور انہیں مسترد کیا جانا چاہیے۔

درخواستیں مسترد کر دی گئیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document